حافظ محمد عرفان الحق اظہار حقانی
مدرس دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

مولانا سمیع الحق کے پچھلے دورۂ ایران کی سرگزشت

(قسط نمبر ۱۰)

کانفرنس میں ہر مقالہ نگار کو مقالہ پیش کرنے کے لئے دس سے پندرہ منٹ کا وقت دیا گیا تاہم بعض حضرات تجاوز پر کاربند رہے۔ میں نے چونکہ پہلے سے مقالہ تحریر نہیں کیا تھا اس لئے دوران کانفرنس اپنے خیالات فارسی زبان میں مرتب کئے۔ جس کا خلاصہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے: حمد وثناء کے بعد

میں سب سے پہلے اس کانفرنس کے منتظمین کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جنہوں نے ملت مسلمہ کے موجودہ نازک' گھمبیر اور پریشان کن حالات میں علماء' دانشور اور مفکرین حضرات کو مل بیٹھنے' سوچنے اور ایک دوسرے کے خیالات کو جاننے کا موقع فراہم کیا۔ موجودہ صورتحال میں اس قسم کی مجالس اور کانفرنسوں کے انعقاد کی ضرورت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ میں اپنے چند معروضات ٹوٹی پھوٹی فارسی میں آپ کے سامنے رکھوں گا۔

<u>مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کے مادی احسانات اور موجودہ حالت زار:</u> مسلمان قوم پر اللہ تعالیٰ کے جتنے احسانات اور انعامات ہیں اس کی کوئی حد وحساب نہیں۔ تسخیر کائنات کے علاوہ جو مادی احسانات اللہ تعالیٰ نے مسلمان قوم پر کئے ہیں ان میں سرفہرست مسلمانوں کی عددی قوت ہے۔ مسلمانوں کی تعداد اس وقت دنیا کی کل چھ ارب آبادی میں ایک ارب اڑتالیس کروڑ ہے۔ یہ تعداد اور مردم شماری بھی ہم نے نہیں بلکہ مغرب والوں نے کی ہے۔ ورنہ صحیح تعداد اس سے کئی زیادہ ہوسکتی ہے۔ قطعہء اراضی مسلمانوں کے پاس سب سے زیادہ اور اہمیت کا حامل ہے۔ مسلمان حکومتوں اور ریاستوں کی تعداد اس وقت ۵۷ ہے۔ انڈونیشیا' ملائیشیاء' سعودی عرب' افغانستان' عراق' مصر' شام' ایران' الجزائر' پاکستان اور افریقہ میں نہ معلوم کتنی ریاستیں ہیں جو مسلمان ہیں۔ مشرقی ایشیاء سے اندلس تک جائیں ہر طرف آزاد ریاستوں کا ایک جال نظر آئے گا۔ قدرتی وسائل اور دولت کی فراوانی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جتنی بخشی ہے اس میں مشرق وسطیٰ کی مثال سامنے رکھیئے' یہاں سیال سونا (پیٹرول) اتنا بکثرت ہے کہ حقیقی سونا نکالنے کیلئے انکے پاس وقت نہیں۔ افسوس کہ یہ سب خزائن (معدنی) ہمارے ہیں' مگر اس سے حاصل ہونے والا زرمبادلہ مغرب کے بینکوں میں منتقل کیا جارہا ہے۔ پیٹرول کے علاوہ دیگر معدنیات سونا' چاندی' فولاد اور کوئلہ کے ذخائر مسلمانوں کے وسیع وعریض رقبے میں ودیعت کئے گئے ہیں۔ لیکن ان تمام وسائل اور مادی عروج کے باوجود مسلمان ہر طرف سے ظلم وستم کا شکار

ہے اور امت مسلمہ مسائل اور سختیوں کی گرداب میں پھنسی ہوئی ہے۔

خیر القرون میں مادی وسائل کی قلت اور فتوحات: اس کے مقابل حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کا دور اقدس جو خیر القرون کہلاتا ہے اس میں مادی وسائل کی شدید قلت تھی۔ باوجود اس کے وہ جس طرف کا رخ کرتے نصرت خداوندی ان کے قدم چومتی تھی۔ اللہ کی نصرت ان کی شامل حال تھی۔ اُس زمانے کے مسلمان دنیا کے چاروں اطراف پھیل گئے ان کے اندر ایک جذبہ تھا' کپڑے پھٹے پرانے' ظاہری اور مادی ساز وسامان نہ ہونے کے برابر۔ بدرو احد میں مسلمانوں کی حالتِ زار سامنے رکھو' اسی ایران کے ایک جرنیل رستم کے پاس مسلمانوں کا ایک وفد (دعوت اسلام دینے) آتا ہے تو رستم انہیں دیکھ کر یہ کہنے پر مجبور ہوتا ہے کہ تمہارے ملک میں قحط ہے' تمہارا پھٹا پرانا لباس اور سر میں کنگھی تیل کا نہ ہونا' کسی کے پاؤں میں جوتے کا ہونا اور کسی کا ننگے پاؤں ہونا۔ یہ اسی کی دلیل ہے۔ پھر وہ ترس کھا کر کہنے لگا کہ ہم سے جتنا لینا چاہو لو ہم دینے کو تیار ہیں۔ یہ سب اندازے وہ مسلمانوں کی ہیئت کذائی سے لگا رہا تھا۔ تفصیل کافی طویل ہے۔ مقصد ان کی مادی کمزوری بیان کرنا ہے۔ تاہم ان تمام تر سختیوں اور وسائل کی عدم دستیابی کے باوجود وہ (صحابہ کرامؓ) ہر طرف سے کامیاب ہو کر لوٹے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی اس حالتِ زار کو سورۃ الانفال کی آیت نمبر ۲۶ میں اس طرح بیان کیا ہے:

"تم بہت تھوڑے تھے' تعداد میں ہر لحاظ سے کمزور سمجھے جاتے تھے' تمہیں ڈر رہتا کہ لوگ ہمیں اچک لیں گے پس اللہ نے تمہیں ٹھکانہ دیا۔ اور اپنی مدد سے تائید کردی اور پاکیزہ نعمتوں سے نوازا' تاکہ تم شکر گزار بن جاؤ۔"

جب تک مسلمان خدا تعالیٰ کے قانون کے مطابق چلتے رہے مسلمانوں کا عروج تھا' دنیا کی سپر طاقتیں قیصر و کسریٰ ان کے سامنے زیر تھی۔

دوڑ پیچھے کی طرف اے گردش ایام تو
ہاں دکھا دے اے تصور پھر وہ صبح وشام ۔

عصری میدانوں میں مسلمانوں کا عروج: دین سے لو لگانے کی بدولت وہ عصری میدانوں میں بھی فوقیت پاتے رہے۔ دین کی برکت سے سائنسی علوم کی باگ ڈور بھی مسلمانوں کے ہاتھ میں ایک زمانے تک رہی۔ وہ بھی دور تھا جب مسلمانوں نے زمین کا محیط معلوم کیا۔ زمین کی گردش کے بارے میں اہل اسلام نے ہی تحقیق فرمائی۔ دنیا کا سب سے پہلا آپریشن مسلمانوں نے کیا۔ بائی پاس آپریشن کے موجد مسلمان ہیں۔ دوران خون (بلڈ پریشر) مسلمانوں کی ایجاد ہے۔ سب سے پہلی رصدگاہ بغداد میں مسلمانوں نے ہی عباسی دور میں قائم کی۔ غرض اس میدان میں بھی مسلمانوں کے کارناموں کی ایک لمبی اور طویل فہرست ہے۔

ملت کا موجودہ زوال:

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
جس نے سورج کی شعاعوں کو گرفتار کیا
زندگی کی شب تاریک سحر کر نہ سکا

آج ہم مادی وسائل اور ظاہری عروج کے باوجود تباہی کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ دنیا کی نظروں میں ہم حقیر ہیں۔

بارشوں کیلئے ہم روتے ہیں' گرانی اور معاشی تنگی ہم پر مسلط ہے۔ آپس میں لڑ مر رہے ہیں۔ عالم کفر ہمارے خلاف ایک ہو کر ہمیں ختم کرنے پر تلا ہوا ہے۔ الکفر ملة واحدة کی جو صورت آج سامنے ہے وہ شاید تاریخ میں ایسی کبھی نہ تھی' یہ سب ہمارے شامت اعمال ہیں' قرآن اس واقعہ حال کو سورۃ الانفال کی آیت نمبر ۲۵ میں یوں بیان کرتا ہے: "ڈرو ایسے فتنے سے جو صرف ظالموں کو اپنی لپیٹ میں نہیں لے گا۔"

کافر قوتوں کا ہمارے وسائل پر عیش و عشرت: اگرچہ قیامت تک اسلام کے تحفظ کی ذمہ داری اللہ نے اپنے ذمہ لی ہے' وہ اس مقصد کیلئے مختلف قوموں کو اٹھاتا رہے گا' لیکن موجودہ مسلم امت نے اس اعتبار سے اپنی اہلیت' صلاحیت اور اعتماد کو مجروح کر دیا ہے' اسی کا نتیجہ ہے کہ وہ ہمہ جہتی زوال کا شکار ہیں اور طاغوت کی قوتیں انہیں روندتی چلی جارہی ہیں' اور انکے وسائل اور خون پسینہ کی محنت سے کافر قومیں اپنے عیش و عشرت کے محل تعمیر کررہی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جسے مسلم امت کے مسائل سے دلچسپی نہیں وہ ہم میں سے نہیں"

یہ بھی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "جب تم دعوت الی الخیر کا کام چھوڑ دو گے تو عذاب کا شکار ہو گے اور کوئی دعا تمہیں اس عذاب سے نجات نہیں دلا سکے گی"

تشتت و افتراق اور پریشانی مسلم کا سبب: مسلمانوں کا آپس میں تشتت و افتراق ایک دوسرے کی ٹانگیں کاٹنا عذاب ہے اور ساری قوم اسی کی لپیٹ میں ہے۔ امت کا باہمی اختلاف ایک دوسرے کی توہین و تذلیل عذاب نہیں تو اور کیا ہے۔ ہر شخص اپنے گریبان میں منہ ڈال کر سوچے' اپنا محاسبہ کرے اور ملت کی مجموعی حیثیت کا جائزہ لے۔ پوری دنیا میں مسلمان پریشان کیوں ہے؟ ایشیا میں دیکھیں' افریقہ میں دیکھیں' یورپ میں دیکھیں' امریکہ میں دیکھیں' کوئی قوم پریشان ہے تو اس کا نام مسلمان ہے: چیچنیا ہو یا فلسطین و لبنان و افغانستان و عراق و کشمیر' ہر طرف مسلمان پسا جارہا ہے۔ یہ سب ہماری بداعمالیاں' قرآن سے دوری اور خدا اور اس کے رسول کے احکام سے عدول کی سزا ہے۔

وہ زمانہ میں معزز تھے مسلمان ہو کر ہم ذلیل ہوئے تارک قرآں ہو کر

قرآن کی طرف رجوع اور اتحاد و احتساب وقت کی اہم ضرورت:

عالم اسلام کو جن مسائل کا سامنا ہے ان میں ایک بڑا اہم مسئلہ لیڈرشپ کا فقدان ہے۔ اس کے علاوہ جدید علوم کے حصول میں ہم پسماندگی کا شکار ہوئے۔ علوم میں سب سے پہلے اہم ماخذ "قرآن کریم" کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ جس میں دنیا کے ہر شعبے کے متعلق اصول و قواعد کا احاطہ کیا گیا ہے۔ جن کو اپنا کر ہم کامیابی پاسکتے ہیں۔

گر تو مے خواہی مسلماں زیستن نیست ممکن جز بہ قرآں زیستن

قرآن کا 1/9 حصہ سائنسی علوم پر مشتمل ہے۔ امت کو راہ راست پر لانے کا ایک بہترین طریقہ احتساب اور محاسبہ بھی ہے۔ جس کے ذریعے ہم اپنا انفرادی اور اجتماعی محاسبہ کرکے آئندہ کا لائحہ عمل تیار کر سکتے ہیں۔ اتحاد و اتفاق

وہ سیڑھی ہے جس پر چڑھ کر اپنا کھویا ہوا مقام مسلمان دوبارہ پا سکتے ہیں۔ عالم کفر اس وقت یورپی یونین اور نہ معلوم اس جیسے کتنے پلیٹ فارموں پر مل بیٹھ کر ایک ہو چکا ہے۔ ہمیں دین کی سربلندی اور کامیاب دنیاوی زندگی گزارنے کیلئے ایک ہونا پڑے گا۔ افسوس کہ اغیار نے ہمیں سرحدوں کے نام پر تقسیم کر دیا ہے۔ قرآن مسلمان کو واعتصموا بحبل للہ جمیعاً ولا تفرقوا کی دعوت دیتا ہے۔

نہ افغانیم و نے ترک و تتاریم　　چمن زادیم واز یک شاخساریم
تمیز رنگ و بو بر ما حرام است　　کہ ما پروردہ یک نو بہاریم

میں اپنے خیالات کا اختتام ان اشعار پر کروں گا۔

ابھی جہاں کو تاریکیوں نے گھیرا ہے　　جدھر اٹھاؤ نظر ہر طرف اندھیرا ہے
شب سیاہ سے اہل سفر نہ گھبرائیں　　شب تاریک کی آغوش میں اندھیرا ہے

دیگر مقررین: احقر کے بعد دکتور علاؤالدین زعتری استاد الفقہ والاقتصاد الاسلامی جامعہ سوریا لبنان نے عربی میں خطاب کیا۔ ان کے بعد جماعت اسلامی ہند کے سربراہ جناب عبدالحق محمد الانصاری نے اپنا مقالہ انگریزی زبان میں پیش کیا۔ صلاح الدین المستاوی، تیونس، افغانستان کے ہاشم الصالحی نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس نشست کا اختتام ڈیڑھ بجے دوپہر ہوا۔ ذرائع ابلاغ کی کئی ٹیمیں مولانا سمیع الحق مدظلہ کے پاس آئیں اور انٹرویوز کرنے چاہیں لیکن مولانا نے معذرت کرتے ہوئے بتایا کہ ہم اپنے ملک میں اس سے کافی تھک چکے ہیں۔ یہاں ہمیں آرام کا موقع دیں۔ پھر ہمیں واپس ہوٹل روانہ کیا گیا۔ سڑک پر شدید رش کی وجہ سے چند کلومیٹر کا فاصلہ پون گھنٹے میں طے ہوا۔ دوپہر کے کھانے اور نماز سے فراغت پر ساتھیوں کے باہمی مشورہ سے طے ہوا کہ آج شام سیر و تفریح کیلئے نکلیں گے۔ استراحت اور نماز مغرب کے بعد ہمارے ایرانی قائد رضا خوشامدی نے بتایا کہ آپ نیچے آئیں تا کہ روانہ ہو سکیں۔

دربند کی سیر: یہاں سے ہم گاڑیوں میں چمران ایکسپریس ہائی وے کی طرف نکلے۔ اس ہائی وے پر آگے ایک جگہ کافی رش دیکھنے میں آیا۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہاں پر ہر سال انہی دنوں کتابوں کی نمائش ہوتی ہے۔ جسے دیکھنے اور خریدنے کے لئے پوری دنیا سے لوگ ایران آتے ہیں۔ تھوڑا آگے جا کر ہم شاہراہ پہلوی کی طرف بڑھے۔ اس سڑک پر تھوڑا چل کر ہم دربند روڈ کی طرف مڑے۔ دربند کا علاقہ سرسبز و شاداب پہاڑوں کے بیچ ایک درہ تھا۔ پہاڑوں سے آبشاروں کا پانی اس درہ میں گر کر ایک ندی کی شکل اختیار کرتا ہے، یہاں بھی لوگوں کا ہجوم تھا۔ تہران کے لوگ شام کے وقت یہاں سیر و تفریح کے لئے آتے ہیں۔ موسم خوشگوار اور خنک تھا۔ ہم باغ ایرانی ریسٹورنٹ میں کھانا کھانے کے لئے گئے۔ اس عمدہ قدرتی ماحول سے ہم تین گھنٹے تک محظوظ ہوتے رہے۔ اس دوران مولانا فضل الرحمن

نے مفتی محمودؒ کے اشعار بھی سنائے۔ مولانا سمیع الحق مدظلہ نے بھی روسی فتنے سوشلزم سے متعلق مفتی محمودؒ کی ایک نظم جو ''الحق'' میں شائع ہوئی تھی سنائی۔

ایرانی سپریم لیڈر آیۃ اللہ خامنائی سے ملاقات: آج ۷رمئی ۲۰۰۴ء کو پروگرام کے مطابق شرکاء کانفرنس کی ملاقات ایرانی سربراہ آیۃ اللہ خامنائی سے طے تھی۔ ناشتہ و دیگر ضروریات سے فراغت پر صبح ساڑھے نو بجے ہمیں گاڑیوں میں بٹھا کر ایرانی سپریم لیڈر کے محل کی طرف روانہ کیا گیا۔ چھ مندوبین کو جن میں مولانا سمیع الحق مدظلہ اور مولانا فضل الرحمٰن بھی شامل تھے' کو خامنائی سے خصوصی ملاقات کے لئے آدھ گھنٹہ پہلے ہی روانہ کیا گیا تھا۔ مختلف بڑی بڑی شاہراہوں اور بازاروں کا پیچ و تاؤ کاٹتی ہوئی ہماری گاڑیاں ایک گنجان علاقے میں داخل ہوئی۔ شاہراہوں پر راستے میں دو طرفہ اکثر مقامات پر روح پرور سیرگاہیں نظروں سے گزریں۔ ایک سیرگاہ کا نام گلستان گفتنی تھا۔ سیکورٹی اور پولیس اہل کاروں نے اکثر مقامات پر ہمارے قافلے کیلئے بعض بند اشارے بھی کھولے۔

گاڑی میں میرے ہمراہ مولانا عبدالمجید سیٹ پر بیٹھے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ اسی علاقے میں پارلیمنٹ' عدلیہ اور ایرانی سپریم لیڈر کا قصر ہے۔ قصر کے مین گیٹ سے ہم پاپیادہ ہوئے۔ آگے مزید دو بڑے دروازوں سے ہمارا گزر رہا' آگے جوتے اتارنے کا حکم بھی آیا۔ شاید سیکورٹی کی بنیاد پر یہ اقدام کیا گیا ہو۔ یا ممکن ہو وہ اپنے خیال میں غیر اختیاری تعظیم دلانے کیلئے ایسا کرتے ہوں۔ بہرحال ہمیں چاروناچار عمل کرنا ہی پڑا۔ تفتیشی مراحل سے گزرنے پر ان مہمانوں کو ایک بڑے ہال میں لے جایا گیا' اس کے فرنٹ پر ایک سٹیج اور عقب میں گیلری تھی۔ جہاں سفید کپڑے پر انک لعلی خلق عظیم کی آیت کریمہ' اس کے دائیں طرف کلمہ طیبہ اور بائیں طرف محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم۔ اس ہال کی عقبی دیوار پر شیعہ عقائد کے مطابق قال اللہ تعالیٰ ولایۃ علی ابن ابی طالب حصنی فمن دخل حصنی امن من عذابی بھی تحریر نظر سے گزری۔ حکومتی ذرائع ابلاغ کے نمائندے یہاں پہلے سے موجود تھے۔ احقر کو سٹیج کے سامنے پہلی قطار میں بائیں طرف جگہ ملی۔ اسٹیج کے دائیں طرف خصوصی ملاقات کیلئے آنے والے علماء کرام بھی تشریف فرما تھے۔ میں کاغذ قلم گاڑی میں چھوڑ آیا تھا اس لئے یہاں ایک ساتھی سے کاغذ و قلم حاصل کیا۔ میرے پیچھے بیٹھے مہمان مصطفیٰ باجوہ الجزائری بھی ہال کی کیفیات لکھنے میں مصروف تھے۔ اس دوران کانفرنس کے منتظم شیخ محمد علی تسخیری ہمارے پاس آئے' اور کہا کہ ہم آپ سے معذرت خواہ ہیں کہ آپ کو زمین پر بٹھایا۔ لیکن آپ کے ہمراہ ایرانی وزراء اور اعلیٰ حکومتی عہدیدار بھی زمین پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ بعض ایرانی ایران کی سلامتی کیلئے یوں نعرے بھی لگا رہے تھے کہ سلامتی ایران کیلئے درود وصلوٰۃ پڑھو۔ سلامتی امام آیۃ اللہ خامنائی کیلئے درود وصلاۃ پڑھو۔ جس کے جواب میں حاضرین ایک خاص ترنم سے اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد پڑھ رہے تھے

خامنائی کے ہال میں آمد سے قبل میں نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے ساتھی سے اس کا تعارف اور وطن کے حالات پوچھے' وہ عبدالصمد نامی صومالیہ کا رہنے والا تھا۔ میرے اس سوال پر کہ صومالیہ کے عوام کا ذرائع آمدن کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ زراعت' مچھلیوں کا شکار' اور حیوانات کو پالنا۔ اس نے بتایا کہ وہاں لوگ مسلکاً شافعی ہیں اور سو فی صد آبادی مسلمانوں کی ہے۔ میں نے مہنگائی کی کیفیت پوچھی تو اس نے کہا کہ وہاں نصف درہم میں کھانا مل جاتا ہے۔ میں نے درہم کی مالیت ڈالر میں پوچھی تو اس نے کہا کہ ہنڈالر کا خمس بنتا ہے۔ اسٹیج کے عقبی دروازے سے خامنائی 10:32 پر وارد ہوئے۔ حاضرین استقبال کیلئے کھڑے ہوئے اور نعرے لگنے شروع ہوئے۔ یا ایھا المسلمون اتحدوا۔ مرگ برامریکہ۔ ہمارا رہنما آیۃ اللہ خامنائی' آیۃ اللہ خامنائی۔ نہ امریکہ نہ اسرائیل کسی ایک کو بھی نہیں مانتے۔

خامنائی نے اس موقع پر ہاتھ اٹھاتے ہوئے سب کا شکریہ ادا کیا اسکے بعد وہ کرسی پر بیٹھ گئے۔ اس کی دائیں طرف ہاشمی رفسنجانی اور سربراہ ایران خاتمی جبکہ بائیں طرف آیۃ اللہ سہروردی' چیف جسٹس اور پارلیمنٹ کے اسپیکر بیٹھے۔ مجلس کا آغاز ایک انتہائی خوش الحان قاری صاحب کی تلاوت سے ہوا۔ اسکے بعد ایرانی صدر خاتمی نے مختصر خطاب کیا۔ 10:45 بجے خامنائی کا خطاب شروع ہوا۔

<u>خامنائی کا خطاب:</u> انہوں نے اپنے خطاب میں ولادت رسول ﷺ اور ولادت امام جعفر صادق کی مناسبت سے لوگوں کو مبارکباد دی اور کہا کہ یہ دن حقیقتاً مسلمانوں کے لئے بہت بڑا عید کا دن ہے۔ اس نے بیرون ملک سے آئے ہوئے مہمانوں کو خوش آمدید کرتے ہوئے ان کے آنے کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ معلم تھے' اور ان کی یہ معلمیت ہر اعتبار سے تھی۔ وہ معلم عدالت بھی تھے' وہ معلم انسانیت بھی تھے' وہ معلم معرفت بھی تھے' وہ معلم اخوت بھی تھے' آج کا دن اتحاد بین المسلمین کا دن ہے۔ ملت مسلمہ کو بڑے مصائب اور مشکلات کا سامنا ہے۔ اکثر مصائب مسلمانوں کے داخلی ہیں۔ یہ سب ہماری سستی' ہمارے گناہوں اور مغربی زندگی سے محبت کا نتیجہ ہے۔ ہم نے اسلامی زندگی ترک کردی۔ اس پر ہمیں توبہ کرنی چاہیے بعض مشکلات و مصائب خارجی باطل قوتوں کی طرف سے پیدا کردہ ہیں۔ دنیا کا نظام کچھ یوں بنا ہے کہ اس میں قوت وقدرت ہی سب کچھ قرار دیا گیا ہے۔ فلسطین کے احوال' عراق کی حالتِ زار کسی سے مخفی نہیں۔ ہم اسلحہ اور قوت پر اعتماد کر بیٹھے ہیں۔ صیہونی غاصب حکومتیں دہشت گردی کے نام سے ہمیں ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ ہمارے پاس سب کچھ ہے لیکن اتحاد نہیں۔ ہمیں اس سلسلے میں خصوصی توجہ کرنی ہوگی۔ اس جنگ میں امریکہ کسی ایک یا دو ملکوں پر اکتفا نہیں کریگا بلکہ اسکے عزائم بڑے خطرناک ہیں۔ شریعت اور اسلام نے ہمیں جن چیزوں کا حکم دیا ہے اس پر ہمیں عمل اختیار کرنا ہوگا۔ ہم ظاہری طور پر بھائی بندی کی باتیں کرتے ہیں لیکن درپردہ دوسرے بھائی کے خلاف خنجر چھپائے ہوئے ہوتے ہیں۔ امت کی حیات اور رفعت کیلئے اتحاد بین المسلمین کی ضرورت ہے۔ ہمیں معمولی معمولی چیزوں اور اختلافات کو بھلا کر ملت کو منزل مقصود کی طرف بڑھنا ہے۔ اس وقت عالم

اسلام مغرب سے (ترقی کی دوڑ میں) سو سال پیچھے ہے۔ اس واقعے کے ہم سب مسؤلین ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سیدھے راستہ کی طرف ہدایت فرمادے۔ امین۔

سنی مسجد نہ ہونے کی وجہ سے نماز جمعہ کیلئے پریشانی: پروگرام کے اختتام پر ہمیں نماز جمعہ پڑھنے کی فکر دامن گیر ہوئی۔ انتہائی افسوس سے لکھنا پڑ رہا ہے کہ تہران جیسے اہم اور بڑے شہر میں کہیں بھی اہل سنت کی ایک مسجد تک نہیں۔ حکومتی سخت پالیسیوں کی وجہ سے ایک مدت سے اہل سنت کا یہ مطالبہ اور تمنا پوری نہیں ہورہی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ وحدت و اتحاد کی بات تہران سے ہی شروع کی جائے اور اہل سنت کو یہاں مساجد بنانے کی اجازت دی جائے۔ اس وقت اہل سنت باجماعت نمازوں اور جمعہ وعیدین کیلئے اسلامی سفارتخانوں کا رخ کرتے ہیں۔ جہاں کسی ہال وغیرہ میں یہ فرائض انجام دیئے جاتے ہیں۔ مسجد کی عدم دستیابی پر ہمیں نماز جمعہ نہ مل سکا اور ہم نے مجبوراً ہوٹل میں جا کر نماز ظہر ادا کی۔ اس کانفرنس کی آخری نشست بعد از عصر پانچ بجے مقرر تھی۔ پانچ بجے ہم اس میں شرکت کیلئے ہوٹل سے روانہ ہوئے۔ ٹریفک کے اژدھام کے پیش نظر بائی پاس راستے سے ہمیں منتظمین لے کر گئے۔ ساڑھے پانچ بجے جب ہم پہنچے تو تقریب کا آغاز ہو چکا تھا۔ دوران تقریب ہمارے ایرانی لیڈر خوشامدی میرے پاس آکر کہنے لگے کہ آپ تھوڑی سی زحمت فرما کر باہر آیئے اس نے کہا کہ ایران ٹی وی کا اردو چینل آپ سے انٹرویو لینا چاہتا ہے۔ ہال کے باہر سبزہ زار میں احقر نے انٹرویو دیا۔ ان کے سوالات کچھ یوں تھے۔ عالم اسلام کی موجودہ صورتحال اور اتحاد کی ضرورت؟ علماء کا اس سلسلے میں کردار؟ آیا اتحاد کیلئے یہ کوششیں سودمند اور بہتر ثابت ہونگی؟ انکے بعد ایران کے ایک انگریزی چینل نے بھی انٹرویو لیا۔ ان سے بھی اسی سلسلے میں کچھ باتیں ہوئیں۔ احقر پھر دوبارہ اپنی نشست کی طرف آیا۔ ایک عرب میرے قریبی نشست پر آکر بیٹھا اور پوچھا کہ آپ پشاور سے تعلق رکھتے ہیں۔ پھر دھیمے لہجے میں کہا کہ آپ کا پورا تعارف کیا ہے؟ تعارف کرنے کے بعد اس نے سوال کیا کہ آپ افغانستان میں طالبان کا مستقبل کیسا دیکھتے ہیں؟ اس نے کہا کہ ہماری جو معلومات ہیں اس کے مطابق طالبان کا مستقبل روشن اور تابناک ہے اور وہ دوبارہ قوت پکڑیں گے۔ اس نوجوان کی گفتگو سے طالبان کی محبت ٹپک رہی تھی۔ پھر اس نے قبائل وغیرہ کے بارے میں سوالات کیئے کہ آیا امریکہ وہاں عملاً داخل ہو چکا ہے یا نہیں؟ پاکستان میں اسلامی قوتوں اور اسکے مستقبل کے بارے میں بھی سوال کیا' یہ عرب شیخ عبدالناصر حمری بیروت سے تعلق رکھتے تھے۔ مغرب کی نماز ہم نے یہیں ادا کی۔ اس نشست میں مولانا فضل الرحمٰن کی بھی تقریر رکھی گئی تھی لیکن نہ جانے کیوں انہوں نے عین وقت پر اعراض کیا۔ شاید وہ زیادہ وقت لینا چاہتے تھے۔ جبکہ شیڈول کے مطابق ۱۰ سے ۱۵ منٹ تک کا وقت مقرر تھا۔ اس نشست میں آخری خطاب شیخ محمد علی تسخیری کا تھا۔ اسکے خطاب میں نعرے بھی لگے' خیبر خیبر یا یھود جیش محمد سوف سیعود اور اسکے ساتھ ہی مجمع التقریب کی یہ کانفرنس ختم ہوئی۔